ڈاکٹر شہاب الدین ثاقب

شعری متون کی تدوین پر ایک نظر
(کلیاتِ میر کے خصوصی حوالے سے)

A view of poetry text editing with special reference of Quliyat-e-Meer

Dr. Shahabuddin Saqib, Department of Urdu, Alighar Muslim University, Alighar, India.

Abstract:

Muhammad Taqi Meer (1722-1810) is one of the renouned bilingual Poets of Urdu and Persian. Meer's Urdu "Kulliyat" (Collection of Urdu Poetry containing Six Diwans) were published by Fort William College Calcutta in 1911, but some textual mistakes are found in that edition. From Muhammad Hussain Azad's Pioneer Work "Ab-e-Hayat" (1880) to Shamsur Rahman Farooqi's scholarly book "Sher-e-Shor Angez" (4Volumes 1990) for a period of 110 year Meer's biographical sketch and his Urdu Poetry caught the attention of scholars. Prof. Khwaja Ahmad Farooqi, Prof. Nisar Ahmad Farooqi, Safdar Aah, Prof. Syed Abdullah, Qazi Abdul wodood, Abdul Bari Aasi, Maulvi Abdul Haq, Sir Shah Sulaiman, Prof. Qazi Afzal Hussain and Dr. Jameel Jalibi etc. made Meer's life and his Urdu Poetry as their subject of study. There is barely any later poet, from Mus-hafi to Hasrat Mohani who has not expressed his admiration for the Imamul Mutaghazzeleen, the "Leader of Lyrists." Meer is a celebrated and established poetic genius of Urdu Poetry. He is always held in high esteem as a great and innovative Urdu Poet. His contribution to Urdu Poetry has been appreciated. But his "Kulliyat" has not been seriously edited until now. However, some scholars like Abdul Bari Aasi, Munshi Navalkishore, Zill-e-Abbas Abbasi, Dr. Akbar Haidery Kashmir, Syed Ihtesham Hussain, Kalb-e-Ali Fayiq, Dr. Ibadat Barelvi etc. edited the Meer's Kulliyat but no one may be called authentic. Dr. Ahmad Mahfooz also made some corrections on the text edited by Zill-e-Abbas Abbasi, under the supervision of Jb. Shamsur Rahman Farooqi, which has been published in two volumes by National Council for Promotion of Urdu Language New Delhi in 2003 and 2007.

گزشتہ چند برسوں کے دوران شعری متون کی تدوین کے تعلق سے بلند و پست کے حیرت انگیز نمونے سامنے آئے ہیں۔ اس دوران کسی قابلِ ذکر مخطوطے کی تدوین تو غالباً عمل میں نہیں آئی لیکن مطبوعہ متون کی ازسرِ نو تدوین یا اشاعتِ مکرر کا سلسلہ جاری رہا۔ یہ اور بات ہے کہ بعض متون کا نقشِ ثانی، نقشِ اوّل سے بہتر نہ ہو سکا۔

رشید حسن خاں نے مثنوی گلزارِ نسیم، مثنویاتِ شوق، سحر البیان اور زٹل نامہ (کلیاتِ جعفر زٹلی) کی تدوین و اشاعت کا مثالی نمونہ ان شعری متون کے متعدد مطبوعہ اور قلمی نسخوں کی مدد سے پیش کیا، جس کا مفصل جائزہ ایک علاحدہ مضمون کا متقاضی ہے۔

تدوینِ متن کا ایسا ہی معیاری نمونہ مشفق خواجہ کی کاوشوں کے ذریعہ ''کلیاتِ یگانہ'' کی صورت میں (اکادمی بازیافت، کراچی، ۲۰۰۳ء) سامنے آیا۔ کالی داس گپتا رضا نے دیوانِ غالب کامل، تاریخی ترتیب سے (نظرِ ثانی شدہ ایڈیشن ۱۹۹۵ء) پیش کیا۔ اسی طرح کلیاتِ قلی قطب شاہ، کلیاتِ مصحفی، کلیاتِ سراج، کلیاتِ ذوق، کلیاتِ فانی، دیوانِ درد اور دیوانِ فغاں وغیرہ کی اشاعت بھی نئے اہتمام سے ہوئی ہے۔

مثنویات میں ملّا داؤد کی ''چنداین'' (مرتبہ ڈاکٹر محمد انصار اللہ، ادارۂ تحقیقاتِ اُردو پٹنہ، ۱۹۹۶ء)، طبعی گولکنڈوی کی مثنوی ''بہرام و گل اندام'' (مرتبہ ڈاکٹر نور السعید اختر، قومی کونسل برائے فروغ اُردو زبان، نئی دہلی ۱۹۹۹ء) اور ''جنت سنگار'' (مرتبہ پروفیسر سیدہ جعفر) وغیرہ کے ایڈیشن سامنے آئے ہیں۔ ملّا وجہی کی مشہور مثنوی ''قطب مشتری'' کو ڈاکٹر حمیرا جلیلی نے مولوی عبدالحق کے بعد دوسری بار مرتب کیا (ترقی اُردو بورڈ، نئی دہلی، ۲۰۰۰ء) لیکن یہ ایڈیشن مختلف قسم کی اغلاط کا مجموعہ ہے۔ حمیرا جلیلی نے ''سب رس'' کی تدوین میں جو معیار قائم رکھا تھا اور صحت متن پر توجّہ صرف کی تھی، اس کا تضاد انھوں نے ''قطب مشتری'' کی تدوین میں پیش کر دیا۔ اس عرصے میں کلامِ میر کی تدوین و تصحیح سے متعلق بھی درج ذیل دو کارنامے سامنے آئے ہیں:

۱۔ دیوانِ میر، دوم، عکسی۔ مرتّب: سنجے گوڑ بولے۔ اسباق پبلی کیشنز پونا، اشاعت اوّل مئی ۲۰۰۱ء

۲۔ کلیاتِ میر جلد اوّل۔ مرتب: ظل عباس عباسی، بہ تصحیح و اضافہ احمد محفوظ، زیرِ نگرانی: شمس الرحمن فاروقی۔ قومی کونسل برائے فروغ اُردو زبان، نئی دہلی ۲۰۰۳ء (دوسرا تصحیح و اضافہ شدہ اڈیشن)

۱۔ دیوانِ میر (دوم) کے کسی غیر معروف قلمی نسخے کا عکس، Reduction کی مدد سے سنجے گوڑ بولے (Sanjay Godbole) نے اپنے مختصر سے مقدمہ کے ساتھ شائع کرایا۔ مرتب کی حیثیت سے سرورق پر

ان کا نام درج تو ہے لیکن ترتیب و تدوین کے عمل اور مروجہ کتابت یا کمپوزنگ سے یہ مخطوطہ بے نیاز رہا۔ مخطوطے کے بارے میں بھی بہت واضح تفصیلات مقدمہ میں نہیں دی گئی ہیں۔ صرف اتنا بتایا ہے کہ:

> ''۰۰۰ ایک دن اچانک میر تقی میر کے دیوان دوئم کا مخطوطہ میرے ہاتھ لگا جس کی سائز ۳۰×۱۸ سینٹی میٹر تھی۔ کاغذ کے اوپر واٹر مارک تھا جس پر ۱۸۴۰ء درج ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ مذکورہ مخطوطہ ۱۸۴۰ء میں میر کی وفات کے تیس سال بعد ہی نقل کیا گیا تھا......''

مخطوطہ کے اس عکسی اڈیشن میں اوّل تا آخر کہیں بھی ۱۸۴۰ء درج نہیں ہے اور اس میں ترقیمہ بھی نہیں ہے جس سے کاتب وغیرہ کا حال معلوم ہو سکے۔ اس کے سال تسوید کا علم صرف مرتّب کے مقدمہ سے ہوتا ہے۔ مخطوطے کے جعلی ہونے کے تمام آثار اس میں موجود ہیں۔

اس ایڈیشن میں آں جہانی کالی داس گپتا رضا کی مرتب کردہ ''توقیتِ میر'' (ص۱۵ تا ۴۱) کی شمولیت سے البتہ اس کی وقعت میں ضرور کچھ اضافہ ہوا ہے۔ (ویسے تو یہ ''توقیت میر'' ماہنامہ شاعر کے ہم عصر اُردو ادب نمبر جلد اوّل ۱۹۹۸ء میں شائع ہو چکی تھی) دیوان میر (دوم) کے دیگر مطبوعہ نسخوں سے یہ غالباً کچھ زیادہ مختلف نہیں ہے۔ اس پر قیمت تین سو روپے درج ہے۔ اس غیر معروف مخطوطہ کی اشاعت علمی سے زیادہ کاروباری معلوم ہوتی ہے۔

۲۔ کلیاتِ میر (جلد اوّل، مرتبہ ظل عبّاس عباسی، بہ تصحیح و اضافہ احمد محفوظ، اشاعت ۲۰۰۳ء) کے جائزے سے قبل اس کے ماقبل اڈیشنوں میں سے چند ایک کا ذکر بھی ناگزیر ہے۔ کلیاتِ میر کا سب سے پہلا مطبوعہ نسخہ ۱۸۱۱ء کا ہے جو فورٹ ولیم کالج کلکتہ میں کپتان جے۔ ڈبلیو۔ ٹیلر کی نگرانی میں کاظم علی جوان، تارنی چرن متر، مرزا جان طپش، مولوی اسلم اور غلام اکبر کے مشترکہ تعاون سے مرتب ہوا اور ہندوستانی پریس سے شائع ہوا تھا۔ [۱] اسی کو ابھی تک کلیاتِ میر کا سب سے معتبر اور مستند ایڈیشن قرار دیا جاتا ہے اور اسی نسخے کی بُنیاد پر نول کشور پریس (لکھنؤ) نے کلیاتِ میر پہلی بار ۱۸۶۸ء میں اور دوسری بار ۱۸۷۴ء میں شائع کیا۔ ڈاکٹر اکبر حیدری کی اطلاع کے مطابق بعد میں اس کے اور بھی ایڈیشن جاری ہوئے لیکن کتابت اور طباعت کے اعتبار سے کلیاتِ میر کا سب سے عمدہ نول کشوری ایڈیشن ۱۹۴۱ء میں شائع ہوا جسے مولوی عبدالباری آسی نے مقدمہ و فرہنگ اور نئی ترتیب کے ساتھ مرتب کیا تھا۔ اسے نسخۂ آسی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

کلیاتِ میر کی ترتیب و تصحیح کے سلسلے میں آسی کا دعویٰ ہے کہ فورٹ ولیم کالج کا نسخہ بھی ان کے پیشِ نظر تھا۔ اس نسخہ کے بارے میں ان کی رائے ہے کہ:

"یہ نسخہ دوسرے مطبوعہ نسخوں سے زیادہ صحیح ہے مگر ایسا نہیں کہ اس کو معتمد علیہ سمجھا جائے۔ اس میں اکثر جگہ قبیح غلطیاں رہ گئی ہیں۔"

اور غالبًا اسی خیال کے پیشِ نظر آسی نے کلیاتِ میر کے نول کشوری ایڈیشنوں کو سامنے رکھ کر کلیاتِ میر مرتب کیا۔ قابلِ غور بات ہے کہ آسی کے بہ قول نسخۂ فورٹ ولیم کالج میں اگر "اکثر جگہ قبیح غلطیاں رہ گئی ہیں" تو نول کشوری ایڈیشن بھلا ان غلطیوں سے کیسے پاک رہ سکتے تھے؟ بلکہ ان ایڈیشنوں میں تو نقل در نقل کے سبب کتابت، طباعت کی غلطیوں کا مزید اضافہ ہوا ہوگا۔ ایسی صورت میں نول کشوری ایڈیشنوں کو بُنیاد بنانے کا کیا جواز تھا؟ مگر آسی نے نول کشوری ایڈیشنوں سے ہی زیادہ تر کام لیا۔ نسخۂ آسی کے سلسلے میں ڈاکٹر اکبر حیدری کشمیری کا خیال ہے کہ:

"آسی نے نسخۂ نول کشوری اور اس کے بعد کے مطبوعہ نسخوں سے زیادہ تر استفادہ کیا ہے اور بغیر کسی محنت و کاوش کے کلیات کو محض تجارتی اغراض کے لیے شائع کرایا۔۔۔ نسخۂ آسی کے مقابلے میں نسخۂ کلکتہ درست، معتبر اور مستند ہے۔ آسی نے بہت سے اشعار غلط لکھے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔" [۲]

نسخۂ آسی کے تعلق سے ڈاکٹر حیدری کی یہ رائے بہ ظاہر تو سخت ہے لیکن بالکل صحیح ہے۔ آسی نے اگر نسخۂ کلکتہ کو بُنیادی نسخہ سمجھ کر اس سے استفادہ کیا ہوتا تو خود ان کے پیش کردہ متن میں قبیح غلطیاں راہ نہ پاتیں۔ (اس نوع کی چند غلطیوں کی نشان دہی حاشیہ[۳] میں کی گئی ہے۔)

کلام میر کا ایک "اہم نسخہ" ظل عباس عباسی نے کلیاتِ میر جلد اوّل (مکمل چھ دیوانِ غزلیات) کی صورت میں مرتب کر کے ۱۹۶۸ء میں علمی مجلس، دلّی سے شائع کرایا۔ اس میں انھوں نے بھی یہ دعویٰ کیا تھا کہ "یہ کلیاتِ میر فورٹ ولیم کالج کلکتہ کے نسخۂ کلیاتِ میر (مطبوعہ ۱۸۱۱ء) کو سامنے رکھ کر تیار کی گئی ہے۔" عباسی مرحوم کے اس دعوے کی توثیق کلامِ میر کے سب سے بڑے رمز شناس اور شارح جناب شمس الرحمٰن فاروقی نے بھی فرمائی ہے کہ:

"یہ فورٹ ولیم کی روشنی میں مرتب ہوا ہے۔" [۴]

لیکن نسخۂ ظل عباس عباسی (نسخۂ عباسی) کے سلسلے میں ڈاکٹر اکبر حیدری کی رائے یہ ہے:

"۔۔۔ مرتب نے دعویٰ کیا ہے کہ کلیات کی ترتیب کے وقت نسخۂ کلکتہ اس کے پیشِ نظر تھا۔ اس دعویٰ میں کوئی صداقت نہیں ہے۔ مرتب نے نسخۂ آسی سے اس کو نقل کر کے شائع کیا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔" [۵]

فاروقی صاحب کی محولہ بالا رائے کا احترام کرتے ہوئے یہاں صرف یہ عرض کرنا ہے کہ نسخۂ عباسی

کے سلسلے میں اکبر حیدری کا خیال کچھ غلط نہیں ہے۔ آیندہ صفحات میں یہ بات مثالوں کی روشنی میں واضح ہو جائے گی۔

ظل عباس عباسی کے مرتب کردہ ۱۹۶۸ء والے مطبوعہ نسخہ کا عکسی ایڈیشن ۱۹۸۳ء میں ترقی اُردو بیورو، نئی دہلی سے شائع ہوا تو بہ قول ڈاکٹر احمد محفوظ:

> ''اس وقت ظل عباس عباسی کی فرمائش پر جناب شمس الرحمٰن فاروقی نے ۱۹۶۸ء والے ایڈیشن میں کتابت اور قرأت کی متعدد غلطیوں کی نشان دہی کر دی تھی جنھیں حاشیے پر درج کر دیا گیا، یا جہاں ممکن ہو سکا وہاں متن میں درست صورت بنا دی گئی۔ تاہم اس ایڈیشن میں بہت سی غلطیاں پھر بھی موجود رہیں۔۔۔'' [۶]

ان ہی غلطیوں کی تصحیح اور کلیاتِ میر (جلد دوم) کی ترتیب و تدوین کا کام قومی اُردو کونسل، نئی دہلی کی جانب سے ڈاکٹر احمد محفوظ (استاد شعبۂ اُردو، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی) کو تفویض ہوا۔ اس کام کے لیے ان کا انتخاب موزوں تھا کیوں کہ کلاسیکی ادب اور کلامِ میر کے مطالعے سے احمد محفوظ کو گہری دلچسپی رہی ہے۔ ''کلام میر میں عام انسانی صورتِ حال'' کے عنوان سے ان کا ایک وقیع مضمون ماہ نامہ کتاب نما، نئی دہلی کے شمارہ اکتوبر ۱۹۹۷ء (ص ۱۱۔۱۵) میں شائع بھی ہوا تھا۔

ڈاکٹر احمد محفوظ نے ظل عباس عباسی کے مرتب کردہ کلیاتِ میر (جلد اوّل) کے متن کی غلطیوں کو بڑی حد تک درست کیا۔ ان کا یہ تصحیح کردہ اڈیشن ۲۰۰۳ء میں شائع ہوا۔ تصحیح کے مراحل اور اس نوع کی دیگر تفصیلات کا علم، اس ایڈیشن میں شامل ان کے دیباچہ سے ہوتا ہے۔ نسخۂ عباسی کے متن کی تصحیح کے سلسلے میں وقت کی تنگی کے پیشِ نظر احمد محفوظ نے مخطوطات کے بجائے صرف درج ذیل مطبوعہ نسخوں کو ہی سامنے رکھا ہے:

۱۔ دیوانِ میر (نسخۂ محمود آباد مکتوبہ ۱۷۸۸ء) مرتبہ اکبر حیدری، اشاعت اوّل ۱۹۷۳ء، سری نگر۔
۲۔ کلیاتِ میر (نسخۂ نول کشور) اشاعت اوّل ۱۸۶۸ء، لکھنؤ۔
۳۔ کلیاتِ میر (نسخۂ آسی) اشاعت اوّل ۱۹۴۱ء، لکھنؤ۔
۴۔ کلیاتِ میر جلد اوّل۔ مرتبہ احتشام حسین، اشاعت اوّل ۱۹۷۲ء، الہ آباد۔
۵۔ کلیاتِ میر۔ مرتبہ کلب علی خاں فائق، چار جلدوں میں (جلد اوّل ۱۹۷۶ء، جلد دوم ۱۹۷۷ء، جلد سوم ۱۹۷۷ء جلد چہارم تاریخ ندارد، غالباً ۱۹۷۷ء) مجلس ترقی ادب، لاہور۔

مذکورہ بالا مطبوعہ نسخوں سے تو احمد محفوظ نے ظل عباس عباسی کے مرتب کردہ متن کے کچھ اشعار کی

تصحیح میں مدد لی لیکن لازمی طور پر جس مطبوعہ نسخے کو بنیادی ماخذ کے طور پر استعمال کرنا چاہیے تھا، اسے نظر انداز کر دیا حالاں کہ اس کی اہمیت اور قدر و قیمت سے وہ پوری طرح واقف ہیں اور وہ مطبوعہ نسخہ فورٹ ولیم کالج کا ہے جس کے بارے میں احمد محفوظ لکھتے ہیں:

> ''ملحوظ رہے کہ یہ کلام میر کی اوّلین اشاعت ہے اور اسے عام طور پر سب سے زیادہ معتبر کہا جاتا ہے لیکن اب یہ تقریباً نایاب ہے۔''

یہ بات تو ٹھیک ہے لیکن اگر انھوں نے صرف اتنا ہی لکھا ہوتا کہ نسخۂ فورٹ ولیم کالج تک رسائی نہ ہونے اور اس کے نایاب ہونے کی وجہ سے اس سے استفادہ نہ کیا جاسکا تو یہ بات قابلِ قبول تھی لیکن احمد محفوظ نے اس نسخے کی طرف مراجعت نہ کرنے کے جواز میں جو کچھ ارشاد فرمایا ہے، وہ ہمارے لیے قابلِ قبول نہیں ہے۔ لکھتے ہیں:

> ''عباسی مرحوم نے کلیات کی اشاعت اوّل (۱۹۶۸ء) میں اس کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے لکھا تھا کہ — ''یہ کلیاتِ میر، فورٹ ولیم کالج کلکتہ کے نسخۂ کلیاتِ میر (مطبوعہ ۱۸۱۱ء) کو سامنے رکھ کر تیار کی گئی ہے۔'' .... چوں کہ عباسی مرحوم نے اُسی ایڈیشن کو پیشِ نظر رکھا تھا اور شمس الرحمن فاروقی نے بھی اپنے کام کے دوران اس سے استفادہ کیا تھا، اس لیے اب اس کی طرف مراجعت کرنا ضروری نہ معلوم ہوا۔'' ؎

مندرجہ بالا بیان میں قابلِ اعتراض باتیں یہ ہیں:

۱۔ احمد محفوظ نے نسخۂ فورٹ ولیم کالج سے استفادہ کرنے کے، ظل عباس عباسی کے دعوے کو بغیر کسی تامّل کے، قبول کر لیا۔ حالانکہ اگر واقعی عباسی مرحوم نے نسخۂ فورٹ ولیم کالج سے استفادہ کیا ہوتا تو اُن کے پیش کردہ متن میں ایسی فاش غلطیاں باقی نہ رہ جاتیں جو اکثر و بیش تر نسخۂ آسی میں بھی موجود ہیں لیکن نسخۂ فورٹ ولیم کالج ایسی غلطیوں سے یکسر پاک ہے۔

۲۔ فاروقی صاحب نے اپنے کام کے دوران نسخۂ فورٹ ولیم کالج سے یقیناً استفادہ کیا تھا اور اسی کے نتیجے میں نسخۂ عبّاسی کے متن میں متعدد اغلاط کی تصحیح فرمائی تھی۔ یہ اصلاح اگرچہ انھوں نے اپنی علمی بصیرت سے ۱۹۸۳ء والے اڈیشن کے لیے بھی کی تھی اور ''شعر شور انگیز'' کی تسوید کے دوران بھی، تاہم اس سے احمد محفوظ کا یہ نتیجہ نکال لینا مناسب نہیں ہے کہ نسخۂ عباسی کے متن کی غلطیاں اوّل تا آخر درست ہو گئیں اور یہ صحتِ متن کے اعتبار سے پوری طرح نسخۂ فورٹ ولیم کالج کے متن کے موافق ہو گیا۔ اس لیے اب اس کی طرف مراجعت ضروری نہیں۔

نسخۂ عباسی پر فاروقی صاحب کی تصحیحات اور اصلاحات کا اعتراف اور ان کی خدمات کا احترام کرتے ہوئے مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ فاروقی صاحب نے نسخۂ عباسی سے میر کے جن اشعار کا پہلی نظر میں انتخاب کیا ہوگا اور ان کی تشریح کا منصوبہ بنایا ہوگا، ان ہی اشعار کے متن کی صحت اور اصلاح ان کی پہلی ترجیح رہی ہوگی، پھر نسخۂ عباسی کے مزید مطالعہ کے دوران جن دوسرے اشعار پر نگاہ ٹھہر گئی ہوگی، ان کا متن درست کر دیا ہوگا۔ اگر نسخۂ عباسی کے اوّل تا آخر سارے متن کی تصحیح اور اصلاح کا دقت طلب اور وقت طلب کام فاروقی صاحب کے ذریعہ ہی انجام پا چکا ہوتا تو پھر کلیاتِ میر کے ۲۰۰۳ء والے ایڈیشن پر ''مصحح'' کی حیثیت سے ان ہی کا نام نامی درج ہوتا۔ یہ بات یقیناً قابلِ ستایش ہے کہ فاروقی صاحب کی توجہ سے نسخۂ عباسی کی متعدد فاش غلطیاں درست ہو گئیں۔

اب آیئے دیکھتے ہیں کہ نسخۂ فورٹ ولیم کالج کی طرف مراجعت ضروری نہ سمجھنے کے نتیجے میں نسخۂ عباسی پر احمد محفوظ کی تصحیح کے باوجود متن کی کیسی غلطیاں باقی رہ گئیں۔ سطورِ ذیل میں داہنی جانب اشعار کا وہ متن درج ہے جو احمد محفوظ کی تصحیح کے بعد سامنے آیا ہے اور اس کے متوازی نسخۂ کالج کے ان اشعار مصرعوں کا متن ہے جن میں نہ صرف اختلافِ متن کی کیفیت نمایاں ہے بلکہ ان اشعار کے صحیح ترین متن کی یہی صورت ہو سکتی ہے:

نسخۂ ظل عباس عباسی تصحیح کردہ: ڈاکٹر احمد محفوظ	نسخۂ فورٹ ولیم کالج
ص ۲۱۱	
دل نے سر کھینچا دیارِ عشق میں اے بوالہوس	جن نے سر کھینچا دیارِ عشق میں اے بوالہوس
وہ سراپا آرزو آخر جواں مارا گیا (دیوان اوّل)	
ص ۲۳۲	
حالِ بد میں مرے بتنگ آ کر	حالِ بد میں مرے تنگ آ کر
آپ کو سب میں نیک نام کیا (اوّل)	
ص ۲۵۴	
لگتی ہے کچھ سموم سی تو نسیم	
خاک کس دل جلے کی کی برباد (اوّل)	خاک کس دل جلے کی دی برباد
ص ۲۶۴	
ضبط کرتا نہیں کنارہ ہنوز	خبط کرتا نہیں کنارہ ہنوز
ہے گریبان پارہ پارہ ہنوز	

ص ۴۳۸

بے رنگ بے ثباتی یہ گلستاں بنایا بلبل نے کیا سمجھ کر یاں آشیاں بنایا (اوّل)	لے رنگِ بے ثباتی یہ گلستاں بنایا

ص ۴۷۸

یاں میر ہم تو پہنچ گئے مرگ کے قریب واں دلبروں کو ہے وہی قصدِ جفا ہنوز (دوم)	یاں میرؔ ہم پہنچ تو گئے مرگ کے قریب

ص ۵۳۷

بے تابی ہے دلوں کو بے خوابی ہے شبوں کو آرام و صبر دونوں مدت ہوئی سدھارے (دوم)	بے تابی ہے دنوں کو بے خوابی ہے شبوں کو

تقریباً یہی مضمون میر نے ایک اور شعر میں پیش کیا ہے:

گزر ہے عشق کی بے طاقتی سے مشکل آہ
دنوں کو چین نہیں ہے شبوں کو خواب نہیں

ص ۵۵۲

یہ دونوں چشمے خون سے بھر دوں تو خوب ہے سیلاب میری آنکھوں سے کب تک رواں رہے (دوم)	یہ دونوں چشمے خاک سے بھر دوں تو خوب ہے

خون کے بجائے خاک سے چشمے کو بھرنے کا خیال میر نے اس شعر میں بھی پیش کیا ہے:

آبِ حیات وہی نہ جس پر خضر و سکندر مرتے رہے
خاک سے ہم نے بھرا وہ چشمہ یہ بھی ہماری ہمت تھی (پنجم)

ص ۵۹۳

شب روؤں ہوں ایسا کہ جدھر یار کا گھر ہے جاتا ہوں گلے چھاتی تک اودھر کو اتر آب (سوم)	جاتا ہے گلے چھاتی تک اودھر کو اُتر آب

ص ۶۱۸

دل اب تو ہم سے ہے بد باز اگر رہے جیتے کسو سے ہم بھی ولے پھر معاملہ نہ کریں (سوم)	عکسو سے ہم بھی دلی پھر معاملہ نہ کریں

ص ۶۵۱

دل لگے پر رہا نہیں جاتا رہے اپنا جو اختیار رہے (سوم)	رہیے اپنا جو اختیار رہے

ص ۶۵۲

بلا ہے اسے شوق تیر و کماں

یہیں سے ہے پیدا ستم کیش ہے (سوم)	یہیں سے وہ پیدا ستم کیش ہے
ص ۶۵۸	
جہاں سے دل کو دیکھو منہ نظر جوں کان طاق آوے نہ کی کچھ قدر اس نے حیف اس آئینہ خانے کی (سوم)	جہاں سے دل کو دیکھو منہ نظر جوں کانِ طلق آوے
ص ۷۰۱	
بلا ہے سوزِ سینہ میر لوں ہو جائے گی جل کر اگر دل سے اٹھے تیرے یہ آہِ سرد کیا حاصل (چہارم)	اگر دل سے اٹھی تیرے یہ آہِ سرد کیا حاصل
ص ۷۲۷	
اشک تو پانی سے ہیں لیکن جلتے جلتے آویں گے دل کے لگے حیران ہوں صاحب کس ڈھب مل کے بجھاؤ گے (چہارم)	ع دل کی لگی حیران ہوں صاحب کس ڈھب..... الخ
ص ۷۸۲	
رساتے ہو آتے ہو اہلِ ہوس میں مزہ رس میں ہے لوگے کیا تم کرس میں (پنجم)	رَساتے ہی آتے ہو اہلِ ہوس میں
ص ۸۲۱	
کیا کہوں مشکل ہوئی تحریر حال خط کا کاغذ رونے سے نم ہو گیا (ششم)	کیا لکھوں مشکل ہوئی تحریر حال
ص ۸۲۲	
گرد و غبار و دشت و وادی گریے سے میرے یک سو ہیں رونے کے آگے ان کے تو دریا بھی میر اب گرد ہوا (ششم)	گرد و غبارِ دشت و وادی ٠٠٠ الخ
ص ۸۳۱	
منہ پہ رکھتا ہے وہ نقاب بہت ہم سے کرتا ہے وہ حجاب بہت	ہم سے کرتا ہے اب حجاب بہت
ص ۸۳۴	
الفت کی کلفتوں میں معلوم ہے ہوئی وہ تھا اعتمادِ کلی تاب و تواں کے اوپر (ششم)	الفت کی کلفتوں میں معلوم بھی ہوئی نہ
ص ۸۴۱	
کچھ پاس نہیں یاری کا ان خوش پسروں کو	

اس دشمن جانی سے عبث یار ہوئے ہم (ششم) ان دشمنِ جاں ہا سے عبث یار ہوئے ہم

ص ۸۶۱

گھر گھر پھرے ہیں جھانکتے ہم صبح جوں نسیم گھر گھر پھرے ہے جھانکتی ہر صبح جو نسیم

پردے میں کوئی ہے کہ یہ اس کا سراغ ہے (ششم)

(۳)

اغلاطِ متن کی مذکورہ بالا چند مثالوں کے علاوہ بھی کلیاتِ میر کے تصحیح شدہ ایڈیشن (۲۰۰۳ء) میں اور بھی اشعار خاصی تعداد میں ہیں جن کا متن صریحاً غلط ہے یا مشکوک ہے۔ ایسے اشعار کی فہرست صفحہ نمبر کے حوالے کے ساتھ ذیل میں پیش کی جاتی ہے۔ ان اشعار میں غلط یا مشکوک الفاظ کو خط کشیدہ رکھا گیا ہے اور ہر شعر کے نیچے اس کے متن کی بہ ظاہر جو صحیح صورت سمجھ میں آئی یا دیگر مآخذ سے حاصل کی گئی، اسے قوسین میں درج کیا گیا ہے:

ص ۲۰۲

ہوا اس سے جہاں سیاہ تد بھی نالے میں مرے اثر نہ ہوگا (دیوان اوّل)

یہاں "تد" کی جگہ غالباً "تو" ہونا چاہیے۔ لفظ "تد" کا استعمال میر نے "جد" کے ساتھ ہی کیا ہے، مثلاً:

تد اُس بہشتی رو سے یہ خلطہ بہم کیا جد برسوں ہم نے سورۂ یوسف کو دم کیا (سوم)

ص ۲۰۸

حیف وے جن کے وہ اس وقت میں پہنچا جس وقت ان کنے حال اشاروں سے بتایا نہ گیا (اوّل)

(اس شعر کا متن تصحیح طلب معلوم ہوتا ہے۔)

ص ۲۱۰

کس کس طرح سے میر نے کاٹا ہے عمر کو اب آخر آخر اُن کنے یہ ریختہ کہا (اوّل)

(دوسرے مصرعے کی صحیح صورت یہ ہوگی: ع اب آخر آخر آن کے یہ ریختہ کہا)

ص ۲۱۱

کچھ نہ دیکھا پھر بجز یک شعلۂ پر پیچ و تاب شمع تو تک ہم نے دیکھا تھا کہ پروانہ گیا (اوّل)

("شمع تک تو ..." ہونا چاہیے تھا۔ نسخۂ ظل عباسی میں صحیح متن درج ہے۔)

ص ۲۱۴

اب تو جاتے ہیں بت کدے سے میر پھر ملیں گے اگر خدا لایا (اوّل)

("اب تو جاتے ہیں بت کدے اے میر" زیادہ بامعنی ہے۔)

ص ۲۳۲

ہو گیا دل مرا تبرک جب | درد نے قطعہ پیام کیا
"دلّی کے کج کلاہ لڑکوں نے | کام عشاق کا تمام کیا
کوئی عاشق نظر نہیں آتا | ٹوپی والوں نے قتلِ عام کیا"

("درد نے قطعۂ پیام کیا" مہمل مصرع ہے۔ "مصحح" کے متن میں لفظ "درد" کے اوپر تخلص کا نشان ( ) بھی بنایا گیا ہے جس سے خواجہ میر درد کے نام کا التباس ہوتا ہے۔ حالاں کہ میر یہ کہنا چاہتے تھے کہ جب میرا دل تبرک کی طرح تقسیم ہو گیا تو پیامؔ کا یہ قطعہ میں نے وردِ زبان کر لیا اور پھر شرف الدین پیامؔ کا وہ قطعہ بھی اس شعر کے بعد واوین ("...") میں پیش کیا ہے ("دلّی کے کج کلاہ...قتلِ عام کیا") لہٰذا مصرعۂ زیرِ بحث کے صحیح متن کی صورت یہ ہوگی: ع وِرد یہ قطعۂ پیامؔ کیا

ص ۲۵۷

منظور ہو نہ یاس ہمارا تو حیف ہے | آئے ہیں آج دور سے ہم تجھ کو تاڑ کر (اوّل)

(پہلے مصرعے میں لفظ "یاس" (نا اُمیدی) سے شعر کا کوئی مفہوم نہیں نکلتا۔ یہاں "پاس" (بہ معنی لحاظ، خیال) ہونا چاہیے۔ عباسی نے بھی یاس ہی درج کیا تھا جو صحیح نہیں ہے۔)

ص ۲۶۱

آخر عدم سے کچھ بھی نہ اکھڑا مرا میاں | مجھ کو تھا دستِ غیب پکڑ لی تری کمر (اوّل)

("شعر شور انگیز" میں فاروقی صاحب نے اسی متن کے لحاظ سے اس شعر کی تشریح فرمائی ہے۔ لیکن نسخۂ محمود آباد میں مصرعہ اولیٰ یوں درج ہے:

آخر عدم نے مو، نہ اکھاڑا مرا میاں

("مصحح" نے بھی نسخۂ محمود آباد سے استفادہ کیا ہے لیکن اس شعر کے تعلق سے نسخۂ محمود آباد کے متن کو قابلِ ترجیح نہیں قرار دیا)

ص ۲۸۵ یہ تُرک ہو کے خَشِن کج اگر کلاہ کریں
تو بوالہوس نہ کبھو چشم کو سیاہ کریں (اوّل)

(دوسرے مصرع میں "بُلہوس" کے بجائے "بوالہوس" لکھا ہے۔ اسی طرح ص ۲۲۹ کا یہ شعر دیکھیے:

غلط ہے عشق میں اے بوالہوس اندیشہ راحت کا
رواج اس ملک میں ہے درد و داغ و رنج و کلفت کا (اوّل)

یہاں بھی مذکورہ لفظ اسی املا کے ساتھ درج ہے۔ ڈاکٹر فرید احمد برکاتی نے آنند راج کے حوالے سے لکھا ہے کہ "بُلہوس" بُل (= بسیار) اور "ہوس" سے مرکّب ہے۔ اس لیے "بوالعجب" کی طرح الف، لام کے ساتھ لکھنا غلط ہے۔ اس لفظ کی بحث میں برکاتی صاحب نے یہ نوٹ لکھا ہے: "........اُردو میں بُلہوس (الف لام کے بغیر) لکھے جانے کے موید ڈاکٹر عبدالستار صدیقی اور رشید حسن خاں ہیں۔ آسیؔ نے

بھی اسی املا کو ترجیح دی ہے۔ میرے خیال میں فارسی اہلِ لغت کی اکثریت بھی اس کے حق میں ہے لہٰذا یہی ارجح ہے کیوں کہ عربی میں یہ ترکیب نہیں ملتی۔'' ۸

ص ۲۹۲ کتنے ہی آئے لے کر سر پُر خیال پر
ایسے گئے کہ کچھ نہیں ان کا اثر کہیں (اوّل)
(''لے کر'' کے بجائے ''لے کے'' ہونا چاہیے۔ عباسی نے صحیح لکھا تھا)

ص ۲۹۲ کی راہبری میری صحرائے محبت میں
یاں حضرتِ خضر آ بھی مدت سے بھٹکتے ہیں (اوّل)
(پہلے مصرعے میں ''کیا راہبری ۰۰۰'' سے شعر کا اصل مفہوم واضح ہو سکے گا لہٰذا ''کی راہبری'' غلط ہے۔)

ص ۳۰۷ مرے استاد کو فردوس اعلیٰ میں ملے جاگہ
پڑھایا کچھ نہ غیر از عشق مجھ کو خورد سالی میں (اوّل)
(''خوردسالی'' غلط ہے، ''خردسالی'' ہونا چاہیے)

ص ۳۱۵
کہیں نسل آدمی کی اٹھ نہ جاوے اس زمانے میں کہ موتی آب حیواں جانتے ہیں آب انساں کو (اوّل)
(دوسرے مصرعے میں موتی کے بجائے ''معطی'' ہونا چاہیے۔ برکاتی صاحب کے بہ قول قاضی عبدالودود اس غلطی کی نشاندہی فرما چکے ہیں)

ص ۳۱۸
میر اس کو جان کر تو بے شبہ بلیورہ پر صحرا میں جو نمد مو بیٹھا کوئی جواں ہو (اوّل)
(یہاں ''رہ پر'' کے بجائے ''رہبر'' ہونا چاہیے۔)

ص ۳۱۹
کس کس کی خاک اب کی ملائی ہے خاک میں جاتی ہے پھر نسیم اسی رہ گذار کو
(''اب کے ملاتی ہے'' زیادہ بامعنی ہے)

ص ۳۳۲
میر کو کیوں نہ مغتنم جانے اگلے لوگوں میں اک رہا ہے یہ (اوّل)
(''مغتنم جانیں'' عام طور پر رائج ہے۔ غالبؔ نے اپنے ایک خط میں بھی یہی درج کیا ہے)

ص ۳۴۳
واشد کچھ آگے آہ سی ہوتی تھی دل کے تئیں اقلیم عاشقی کی ہوا اب بگڑ گئی (اوّل)
(برکاتی صاحب کے بہ قول فرہنگِ آصفیہ میں ''آہ سے ہوتی تھی'' درج ہے اور اسی کو انھوں نے بھی صحیح قرار دیا ہے۔)

ص ۴۸۶

وہ آنکھیں پھیرے ہی لیتا ہے دیکھتے کیا ہو   معاملت ہے ہمیں دل کی بے مروت سے (اوّل)

(پہلے مصرعے میں ''دیکھتے کیا ہو'' کے بجائے ''دیکھیے کیا ہو'' زیادہ بامعنی ہے کہ اس میں مستقبل کے اندیشے بھی ہیں)

ص ۴۷۸

حرفِ غلط کو سُن کر در پے نہ خوں کے ہونا   جو کچھ کیا ہے میں نے پہلے اسے سہی کر (اوّل)

(''جو کچھ کیا ہے'' کے بجائے ''جو کچھ کہا ہے'' ہونا چاہیے۔ ''سہی'' دراصل صحیح ہے لیکن ضرورت قافیہ کے تحت غالباً میر نے اسے ''سہی'' باندھا ہے)

ص ۴۹۷

کھنچی رہتی ہے اس ابروے خم سے   کوئی کیا شاخ نکلی ہے کماں میں (دوم)

(نسخۂ آسی میں ''خم سے'' کے بجائے ''خم سی'' درج ہے)

ص ۴۹۹

پاس آتا یک طرف مطلق نہیں اب اس کے پاس   کچھ گئے گذرے سے سمجھا وہ پسر آیا ہمیں (دوم)

(پہلے مصرعے کی اگر قیاسی تصحیح کی جائے تو اس کی یہ صورت زیادہ بامعنی ہوگی:

پاس آنا یک طرف، مطلق نہیں اب اس کو پاس

ص ۵۰۹

شبیہہ شکل سے ہے حال ضبط عشق کے بیچ   کہ رنگ روپ ہے سب کچھ ولیک بے جاں ہیں (دوم)

(پہلا مصرع اس طرح لکھا جائے تو بامعنی ہوسکتا ہے: شبیہہ شکل سا ہے حال، ضبط عشق کے بیچ)

ص ۵۲۵

پتھروں سے سینہ کوبی میں نے کی   دل کے ماتم میں مری چھاتی سراہ (دوم)

(دوسرے مصرعے میں ''مری چھاتی سراہ'' کے کیا معنی ہیں؟ لفظ ''سراہ'' کے بجائے ''سیاہ'' موزوں ہے)

ص ۵۲۶

شہر چمن سے کچھ کم دشتِ جنوں نہیں ہے   یاں گل ہیں رستہ رستہ، واں باغ دستہ دستہ (دوم)

(نول کشور اور آسی میں ''باغ'' کے بجائے ''داغ'' ہے اور یہی صحیح ہے۔)

ص ۵۲۷

جاذبہ تو ان آنکھوں کا دیکھا   جی کھنچے جاتے ہیں نگاہ کے ساتھ (دوم)

(پہلے مصرعے میں ''دیکھا'' کے بجائے ''دیکھو'' ہونا چاہیے۔)

ص ۵۴۰
وہی شورش موئے پر بھی ہے اب تک ساتھ یاں میرے   ہما کے آشیانے میں جلیں ہیں استخواں میرے
(دوم)
(پہلے مصرعے میں "شورش" کے بجائے "سوزش" ہونا چاہیے۔)
ص ۵۴۰
یہ جھگڑا تنگ آ کر میں رکھا روزِ حساب اوپر   کروں کیا تم تو لڑنے لگتے ہو حربِ حسابی سے
(دوم)
(دوسرے مصرعے میں "حربِ حسابی" کی جگہ پر "حرفِ حسابی" ہونا چاہیے۔)
ص ۵۴۳   بُرا کیا مانیے اب چھیڑ سے یا اس کی گالی سے
یہی ہے طور اس کا ساتھ اپنے خورد سالی سے (دوم)
(خورد سالی غلط ہے "خرد سالی" ہونا چاہیے۔)
ص ۵۴۴   کہتا ہے میر سانجھ ہی سے آج دردِ دل
ایسی کہانی گرچہ بندھی ہے تو سو چکے (دوم)
(دوسرے مصرعے میں لفظ "بندھی" کے بجائے "نندھی" زیادہ مناسب ہے۔ نسخۂ آسی میں "نندھی" ہی درج ہے اور قاضی عبدالودود نے بھی اسی کو قابلِ ترجیح گردانا ہے۔ لفظ "ناندھنا" (ہ۔مص) کے معنی لغت میں، شروع کرنا، بیان کرنا، وغیرہ درج ہیں۔)
ص ۵۹۳   پڑا ہے فرق خورد و خواب میں اب
رہا کیا ہے دلِ بے تاب میں اب (سوم)
(خورد و خواب کے بجائے "خورو خواب" ہونا چاہیے۔)
ص ۵۹۴   کسو کے بستر و سنجاب و قصر سے کیا کام
ہماری گور کے بھی ڈھیر میں مکاں ہے میت (سوم)
("بستر و سنجاب" کے بجائے "بسترِ سنجاب" ہونا چاہیے۔ فرید احمد برکاتی نے بھی "بستر و سنجاب" ہی غلط طور پر نقل کر دیا ہے۔)
ص ۵۹۷   دیتی ہے طول بُلبُل کیا نالہ و فغاں کو
دل کے اُلجھنے سے ہیں یہ عاشقوں کی پھٹ پھٹ (سوم)
(مصرع دوم میں "ہیں" کے بجائے "ہے" اور "پھٹ پھٹ" کی جگہ "پھپّٹ" بمعنی=شور و غُل، طول بیانی) ہونا چاہیے۔ میؔر نے یہ لفظ دوسرے اشعار میں بھی باندھا ہے مثلاً:
(ا)   کوئی عاشقوں کی پھپّٹ کنھوں نے اُٹھائی بھی ہے
انھیں بات ہو جو تھوڑی اسے بھی دراز کرنا (دیوان دوم)

(۲) اک بات کا بھی لوگوں میں پھپّٹ اسے کرنا
ہم ہیں گے بہت میر کے بستار سے ناخوش (دیوان چہارم)

ظل عباس عباسی مرحوم کے پیش کردہ متن میں مذکورہ بالا دونوں اشعار کا املا ''پھپّٹ'' بالکل صحیح ہے لیکن زیرِ بحث شعر (دیتی ہے طویل بلبل......الخ) میں انھوں نے پھٹ پھٹ لکھ دیا ہے جو غلط ہے۔ برکاتی صاحب نے اس لفظ کو پھپّٹ/ پھِٹ پھِٹ (تمام حروف کو زیر کے ساتھ) پڑھا ہے اور اسی تلفّظ و معنی (= ملامت، تھوتھو، کلمۂ نفریں) کے تحت مذکورہ شعر کو نقل کیا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ:

''.... کتابت کی غلطی سے پھپّٹ کی بجائے (غالباً) پھٹ پھٹ ہو گیا ہے۔ غزل کے قوافی ماقبل حرف روی کی حرکت اکثر فتحہ (زبر) کی ہے، ہٹ ہٹ۔ آہٹ۔ کروٹ اور جمگھٹ اور دو جگہ ضمّہ (پیش) بھی ہے جھرمٹ اور چپٹ۔ ممکن ہے یہاں پھِسٹ پھِسٹ ہی ہو۔''۹ لیکن برکاتی صاحب کے اس قول فیصل سے اتفاق نہیں کیا جا سکتا کیوں کہ مذکورہ شعر میں پھِٹ پھِٹ (کلمۂ نفریں: بمعنی = ملامت، تھو تھو) کا محل استعمال نہیں ہے۔ دوسرے یہ کہ جُھرمَٹ (حرف م = زبر) کو برکاتی صاحب نے جُھرمُٹ (م = پیش) اور چِٹ (چاٹ کا مخفف) کو چُٹ پڑھ لیا ہے، یہ بھی صحیح نہیں ہے۔

ص۶۰۳ آ کڑوں کے پاؤں میں بیڑی ہوئی
ہاتھ میں سونے کی وہ زنجیر یار (سوم)

(برکاتی صاحب کا خیال ہے کہ پہلے مصرعے میں ''آکڑوں کے پاؤں میں'' کی جگہ ''اکڑوں کے پاؤں میں'' ہو سکتا ہے اور یہی قرین قیاس بھی ہے)

ص۶۱۱ سویا نہ ہو بدن کی نزاکت سے ساری رات
بستر پہ اس کے خواب کی کن نے بچھائے گل (سوم)

(دوسرے مصرعے میں ''خواب کی'' کے بجائے ''خواب کے'' ہونا چاہیے۔)

ص۶۳۸ دل کہے میں ہوں تو کاہے کو کوئی بے تاب ہو
آنکھ کا لگنا نہ ہو تو اشک کیوں خوںناب ہو (سوم)

(دوسرے مصرعے میں خوںناب کے بجائے خوناب ہونا چاہیے۔)

ص۶۳۸ ایسی جان کہاں ہے ہم میں رنج نہ دینا ہاتھوں کو
ایک ہی وار میں ہو چکیے گا دوسری ضربت مت کریو (سوم)

(دوسرے مصرعے میں ''ہو چکیے گا'' صحیح نہیں معلوم ہوتا۔ یہاں ''ہو چکنے کا'' شعر کے نفس مضمون سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے۔ ''ہو چکنا'' کے معنی لغات میں مر جانا، دم نکل جانا، ختم ہو جانا، تمام ہو جانا، خرچ ہو جانا، لڑائی ہونا وغیرہ درج ہیں۔ میر نے یہ مصدر اور بھی اشعار میں باندھا ہے مثلاً:

(۱) اچھا نہیں ہے میر کا احوال ان دنوں
غالب کہ ہو چکے گا یہ بیمار آ ج کل

(۲) حیران ہو رہوگے جو ہم ہو چکے کبھو
دیکھا نہیں ہے مرتے کسی عشق باز کو (سوم)

ص ۶۴۶ سر نہ بڑے کے چڑھیے اس میں ہرگز زیاں ہے سر ہی کا
سمجھے نہ سمجھے کوئی اسے یہ پہاڑ کی آخر ٹکر ہے (سوم)

(پہلے مصرعے کی زیادہ موزوں صورت یہ ہوسکتی ہے:
سر نہ بڑے کے چڑھیے ہرگز، اس میں زیاں ہے سر ہی کا)

ص ۶۴۸ جب سے ملا اس آئینہ رو سے خوش کی ان نے نمد پوشی
پانی بھی دے ہے پھینک شبوں کو میر فقیر قلندر ہے (سوم)

ص ۶۴۸ جب سے ملا اس آئینہ رو سے خوش کی ان نے نمد پوشی
پانی بھی دے ہے پھینک شبوں کو میر فقیر قلندر ہے (سوم)

(پہلے مصرعے میں ''خوش'' کے بجائے ''خو'' ہونا چاہیے۔)

ص ۶۷۲ یاد میں اس کی قامت کے میں لو ہو رو سوکھ گیا
آخر یہ خمیازہ کھینچا اس خرچ بالائی کا (چہارم)

(برکاتی صاحب نے ''خرچ بالائی'' کے بجائے ''خرجِ بالائی'' کو صحیح قرار دیا ہے۔)

ص ۶۷۲ سر ہی سے سرداد یہ سب ہے ہجر کی اس کے کلفت میں
سر کو کاٹ کے ہاتھ پہ رکھے آ بھی ملنے جاؤں گا (چہارم)

(ظل عباسی نے مصرعہ اولیٰ میں سرداد کی جگہ ''سرواہ'' درج کیا تھا لیکن یہاں سرواہ (= پگڑی) کا محل استعمال نہیں ہے۔ احمد محفوظ نے سرواہ کے بدلے ''سرداد'' لکھا ہے لیکن اس سے بھی کوئی مفہوم نہیں نکلتا۔ اصلاً یہاں ''سردرد'' ہونا چاہیے۔)

ص ۶۸۰ وہ سپاہی پیشہ لوگوں میں ہی رہتا ہے گھرا
گرد پیش اس دشمن احباب کے لشکر ہے اب (چہارم)

(گرد پیش کی جگہ ''گرد و پیش'' ہونا چاہیے۔)

ص ۶۹۷ کس کو دماغ رہا ہے یھاں آٹھ پہر کی منت کا
ربط اخلاص سے دن گذرے ہے خلطہ اس سے سب موقوف (چہارم)

(پہلا مصرع بے وزن ہے۔ عباسی نے یھاں کی جگہ ''یہاں'' درج کیا تھا لیکن اس سے بھی مصرع موزوں نہیں ہوسکا۔ اس مصرع کی قرأت کی موزوں صورت یہ ہوسکتی ہے:
کس کو دماغ رہا ہے یھاں اب آٹھ پہر کی منت کا

ص۴۰۰ دل لوٹنے پہ مرغ چمن کے نہ کی نظر
بے درد گل فروش سبد بھر کے لائے گل (چہارم)

(''دل لوٹنے'' کے بجائے ''دل ٹوٹنے'' ہونا چاہیے۔ پھول توڑے گئے ہیں تو ظاہر ہے کہ مرغِ چمن کا دل بھی ٹوٹ گیا ہوگا۔)

ص۴۰۴ ایک آدھ دن سُنو گے سنا کے رہ گئے ہم
کانپا کرے ہے جی سو ٹھہرا کے رہ گئے ہم (چہارم)

(برکاتی صاحب نے ''ٹھٹھرا کے رہ گئے ہم'' درج کیا ہے۔)

ص۴۰۴ اب حیرت ہے کس کس جاگہ پنبہ و مرہم رکھنے کی
قد کو کیا ہے سر و چراغاں داغ بدن پر کھا کھا ہم (چہارم)

(پہلے مصرعے میں لفظ ''حیرت'' کے بجائے ''حسرت'' ہونا چاہیے۔)

ص۴۴۳ کل تھے سو سو رنگ پر ایسا شورِ طیور بلند نہ تھا
اس کے رنگ چمن میں کوئی شاید پھول نظر آیا (پنجم)

(پہلے مصرعے میں ''کل'' کی جگہ ''گُل'' بھی ہوسکتا ہے۔)

ص۴۴۵ بود نبود کی اپنی حقیقت لکھنے کے شائستہ نہ تھی
باطل صفحۂ ہستی پر میں خط کھینچا قلم مارا (پنجم)

(دوسرا مصرع بے وزن ہے۔ ''خط کھینچا'' کے بعد ''تو/ جو'' کا اضافہ کرنے سے مصرع موزوں ہوسکتا ہے)

ص۴۵۰ وصل میں کیا کیا صحبتیں رنگیں کس کس عیش میں دن گذرے
تنہا بیٹھ رہے ہیں یک سو ہجر میں یہ صحبت ہے اب (پنجم)

(پہلے مصرعے میں ''رنگیں'' کے بجائے ''دیکھیں'' زیادہ موزوں ہے۔)

ص۴۵۰ ہم تیرہ روز آپ سے تم بن سحر گئے
آئے نہ تم ہمارے کنے رات کیا سبب (پنجم)

(پہلے مصرعے میں ''سحر گئے'' کی جگہ ''سحر کئے'' بھی تو ہوسکتا ہے۔)

ص۴۶۳ سوکھ گئے سو تازہ رہے جو سبد میں تھے سو ملامت سے
سوکھ کے کانٹا پھول ہوئے وے اس کے گلے کے ہار بغیر (ششم)

(مصرعہ اولیٰ میں ''ملامت'' کی جگہ ''ملالت'' ہونا چاہیے۔)

ص۴۶۴ اس زلف و کاکل کو گوندھے دیر ہوئی مشاطہ کو
سانپ سے لہراتے ہیں بال اس کے بل کھائے ہنوز (ششم)

(دوسرا مصرع بے وزن ہوگیا ہے۔ عباسی نے صحیح لکھا تھا لیکن موجودہ ایڈیشن میں یہ غلط درج ہوگیا ہے۔ یہ مصرع یوں ہے: ع سانپ سے لہراتے ہی ہیں پر بال اس کے بل کھائے ہنوز)

ص ۷۷۰ زنہار پشت پا سے نہیں اٹھتی اس کی آنکھ
اس چشم شرگیں کو بہت ہے حیا سے ربط

(دوسرے مصرع میں ''شرگیں'' کے بجائے ''سُرگیں'' ہونا چاہیے کیوں کہ جو آنکھ شرگیں ہوگی اس کو تو خود ہی شرم و حیا سے لازمی طور پر ربط ہوگا، پھر اس بات کے مزید اعادے کی کیا ضرورت ہے؟ لفظ ''سُرگیں'' کا امکان یہاں اس لیے ہے کہ سرمہ لگانے سے بھی آنکھ فوری طور پر کھلتی نہیں ہے اور پلکوں کو اوپر اٹھانا مشکل ہو جاتا ہے۔)

ص ۷۷۱ نہ اس مہ سے روشن تھی شب بزم میں
نکالا تھا اس کو چھپائی تھی شمع (پنجم)

(پہلے مصرعے میں ''مہ سی'' ہونا چاہیے)

ص ۷۷۵ تا مدّ نظر چھا رہے ہیں لالۂ صد برگ
جنگل بھرے ہیں سب گلِ تریاک سے اب تک (پنجم)

(یہاں ''تا حدِّ نظر'' ہونا چاہیے۔)

ص ۷۷۷ جیسے صحرا کو کشادہ دامن ہم تم سنتے آتے ہیں
بند کر آنکھیں ٹک دیکھو تو ویسا ہی صحرا ہے دل (پنجم)

(پہلا مصرع اس طرح ہونا چاہیے: ع صحرا کو جو کشادہ دامن ہم تم سنتے آئے ہیں۔)

ص ۷۷۹ مت پوچھو کچھ پچھتاتے ہیں کیا کہیے گھبراتے ہیں
جی تو لیا ہے پاس بغل میں دل بیٹھے ہیں ڈل کر ہم (پنجم)

(فرید احمد برکاتی نے فرہنگ کلیات میر میں اس شعر کی بنیاد پر ''ڈل کر'' لفظ کا اندراج کیا ہے لیکن معنی لکھنے کی جگہ پر سوالیہ نشان (؟) لگا کر چھوڑ دیا ہے اور یہ بتایا ہے کہ یہ لفظ ''فرہنگ آصفیہ'' و ''فرہنگ آنندراج'' میں نہیں ملا۔ مزید یہ کہ کلیات میر کے مرتبہ نسخوں، آسی، ظل عباس عباسی، احتشام حسین، نول کشور میں یہ مصرع اسی طرح (کذا) درج ہے (دیکھیے: فرہنگ کلیات میر۔ ص ۴۵۶)

لیکن ''ڈل کر'' کے بجائے اگر ''دَل کر'' پڑھیں تو شعر بامعنی ہو جاتا ہے۔ ''دَلنا'' مصدر ہے جس کے معنی لغات میں، ''موٹا پیسنا، دردرا کرنا، دال کو چکّی میں پیس کر نصف نصف کرنا'' درج ہیں۔ اسی سے دَل دینا / دَل ڈالنا (=سخت صدمہ پہنچانا، پیس ڈالنا، روند ڈالنا) محاورہ بھی بن گیا۔ میر نے بھی یہ محاورہ، کلیاتِ دوم کے اس شعر میں باندھا ہے:

ص ۷۸۷ عشق میں ہم سے تم سے کہیں تو کھپ جاویں غم کس کو ہے
مارے گئے ہیں اس میداں میں کیا دل والے جگر داراں (پنجم)

(پہلے مصرع میں ''کہیں'' کی جگہ ''کہیں'' ہونا چاہیے۔)

ص ۷۹۰ میر حقارت سے ہم اپنی چپ رہ جاتے ہیں جان جلے
طول ہمارے گھٹنے کو دے کر جیسے چراغ بڑھا دو ہو (پنجم)

(پہلا مصرع بے وزن ہو گیا ہے۔ عباسی نے بھی اس طرح درج کیا تھا۔ ''چُپ رہتے ہیں جان جلے'' ہونا چاہیے)

ص ۸۰۱ جب سے عشق کیا ہے میں نے سر پر میرے قیامت ہے
ساعت دل لگنے کی ساعت نحس ترین ساعت تھی (پنجم)

(دوسرا مصرع بے وزن ہو گیا ہے اور اس میں "ساعت" کا لفظ تین بار آیا ہے۔ میر کے یہاں تکرار الفاظ کی ایسی ناپسندیدہ مثال نہیں ملتی۔ اس مصرعے کی قیاسی تصحیح یوں ہو سکتی ہے:

ع ساعت دل لگنے کی شاید نحس ترین ہی ساعت تھی۔)

ص ۸۰۵ اس تک کوشش سے بھی نہ پہنچے جان سے آخر سارے گئے
عاشق اس کی قامت کے بالا بالا مارے گئے (پنجم)

(دوسرا مصرع غلط اور بے وزن ہو گیا ہے۔ عباسی نے صحیح لکھا تھا:

ع عاشق اس کی قامت کے یوں بالا بالا مارے گئے۔)

ص ۸۲۳ لوگوں نے پائی راکھ کی ڈھیری مری جگہ
اک شعلہ میرے دل سے اُٹھا تھا چلا گیا (دیوان ششم)

(عباسی نے بھی "چلا گیا" ہی درج کیا ہے حالاں کہ یہاں "جَلا گیا" ہونا چاہیے تھا۔)

ص ۸۲۳ چلنا ہوا تو قافلۂ روز گار سے
میں جوں صدا جرس کی اکیلا جدا گیا (ششم)

("اکیلا" اور "جدا" دونوں الفاظ ایک ساتھ استعمال کرنے کا یہاں کوئی جواز نہیں ہے۔ یہاں "اکیلا جدا" گیا کے بجائے "اکیلا چلا گیا" ہونا چاہیے۔)

ص ۸۳۱ کیا کہوں کہنے لگا ایدھر نہ آنے پائے وہ
بد کہیں ہنگامہ آرا میر آتا ہے بہت

("بد کہیں" کے بجائے "ہر کہیں" ہونا چاہیے)

ص ۸۳۴ عشق و ہوس میں آخر کچھ تو تمیز ہو گی
آئی طبیعت اس کی گہ امتحاں کے اُوپر (ششم)

("گر امتحاں کے اُوپر" ہونا چاہیے۔ عباسی نے صحیح لکھا تھا لیکن موجودہ ایڈیشن میں "گر" کی "گہ" درج ہو گیا)

ص ۸۳۵ چلتے تھے ہولے ہولے ہم یوں تو عاشقی میں
پر اُن نے جی ہی مارا آخر جلا جلا کر (ششم)

(پہلے مصرعے میں "چلتے تھے" کے بجائے "جلتے تھے" ہونا چاہیے۔)

ص ۸۳۷ اس کی قامت و رو سے کیا کوئی سرو برابر ہو
ناموزوں ہی نکلے گا سنجیدہ کوئی جو بولے تک (ششم)

(پہلا مصرع بے وزن ہو گیا ہے۔ عباسی نے اسے یوں درج کیا تھا:

ع "اس کی قامتِ موزوں سے کیا سرو برابر ہووے گا"

اور یہی صحیح ہے۔ ''قامت و رو'' کے بجائے ''قامتِ موزوں'' کی ترکیب زیادہ بامعنی ہے اور ''موزوں'' و ''ناموزوں'' الفاظ آپس میں تضاد کا علاقہ بھی رکھتے ہیں۔)

ص ۸۴۱ جیتے ہوئے لوگوں کی بھلی یا بُری گذری
افسوس بہت دیر خبر دار ہوئے تم (ششم)

(پہلے مصرے میں ''جیتے ہوئے'' کی جگہ ''چیتے ہوئے'' ہونا چاہیے (''چیتنا'' بہ معنی خبر دار ہونا، ہوشیار ہونا)
میر نے یہ لفظ اور جگہوں پر بھی استعمال کیا ہے مثلاً:

چیتے جو ضعف ہو کر زخم رسا سے اس کے
سینے کو چاک دیکھا دل کو فگار پایا (دیوانِ اوّل)

ص ۸۴۲ گم ہوا ہوں یاں سے جا کر میں جہاں
کچھ نہیں پیدا کہاں میرا نشاں (ششم)

(مصرع ثانی میں ''کہاں'' کے بجائے ''کہیں'' ہونا چاہیے۔)

ص ۸۴۳ بہار آئی مزاجوں کی سبھی تدبیر کرتے ہیں
جوانوں کو انھیں ایام میں زنجیر کرتے ہیں (ششم)

(دوسرے مصرے میں ''جوانوں'' کی جگہ ''دِوانوں'' زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔)

(۴)

میر نے تذکرہ ''نکات الشعرا'' (۱۱۶۵ھ/۱۷۵۲ء) میں سب سے زیادہ اپنے ہی اشعار انتخاب کر کے پیش کیے ہیں جن کی تعداد ۲۸۴ ہے۔ لہٰذا نسخۂ ظل عباسی کی تصحیح کے سلسلے میں اگر ''مصحح'' (احمد محفوظ) نے نکات الشعرا کو بھی سامنے رکھا ہوتا تو بہتر تھا کیوں کہ موجودہ متن کے مقابلے میں بعض اشعار کی موزوں ترین صورت ''نکات'' میں دیکھنے کو ملتی ہے۔ اس نوع کی چند مثالیں ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

نسخۂ عباسی (بہ تصحیح احمد محفوظ)	نکات الشعرا میں مندرج متن
ص ۲۰۲	
گرچہ سردار مزوں کا ہے امیری کا مزا	
چھوڑ لذت کے تئیں لے تو فقیری کا مزا (اوّل)	چھوڑ لذات کو اور لے تو فقیری کا مزا
ص ۲۱۷	
میں بھی دُنیا میں ہوں اک نالہ پریشاں یک جا	
دل کے سو ٹکڑے مرے پر سبھی نالاں یک جا (اوّل)	دل کے سو ٹکڑے مرے اور سبھی نالاں یک جا
ص ۲۲۰	

دل پہنچا ہلاکی کو نپٹ کھینچ کسالا لے یار مرے سلّمہٗ اللہ تعالیٰ (اوّل)	دل پہنچا ہلاکت کو نپٹھ کھینچ کسالا
ص ۲۲۶	
حاصل نہ پوچھ گلشن مشہد کا بوالہوس یاں پھل ہر اک درخت کا حلق بریدہ تھا (اوّل)	حاصل نہ پوچھ باغِ شہادت کا بلہوس
ص ۲۲۶	
قاصد جو واں سے آیا تو شرمندہ میں ہوا بے چارہ گریہ ناک گریباں دریدہ تھا (اوّل)	بے چارہ گریہ ناک وگریباں دریدہ تھا
ص ۲۲۸	
طراوت تھی چمن میں سرو گویا اشک قمری سے ادھر آنکھیں مُندیں اس کی کہ ایدھر آبجو ٹوٹا (اوّل)	طراوت تھی چمن میں سرو کو یہ اشک قمری سے
ص ۲۳۴	
اب تو جاتا ہی ہے کعبہ کو تو بت خانے سے جلد پھر پہنچیو اے میر خدا کو سونپا (اوّل)	جلد پھریو تجھے اے میر خدا کو سونپا
ص ۲۸۵	
آتے ہیں مجھے خوب سے دونوں ہنر عشق رونے کے تئیں آندھی ہوں، کڑھنے میں بلا ہوں (اوّل)	آتے ہیں مجھے خوب یہ دونوں ہنرِ عشق
ص ۳۰۹	
یہی بستی عاشقوں کی کبھو سیر کرنے چل تو کہ محلے کے محلے پڑے ہیں خراب تجھ بن (اوّل)	یہ ہے بستی عاشقوں کی...الخ
ص ۳۶۶	
چمن پر نوحہ وزاری سے کس گل کا یہ ماتم ہے جو شبنم ہے تو گریاں ہے جو بلبل ہے تو نالاں ہے (اوّل)	چمن پر نوحہ وزاری سے کس گل کا ہے یہ ماتم
ص ۳۹۵	
کب تلک جی رکے خفا ہووے آہ کریے کہ ٹک ہوا ہووے (اوّل)	ع آہ کرنے کی ٹک ہوا ہووے
ص ۳۹۹	
روز کہتے ہیں چلنے کو خوباں لیکن اب تک تو روز اوّل ہے (اوّل)	روز کہتے ہیں ملنے کو خوباں

ص ۷۹۸

کیا خط لکھوں میں رونے سے فرصت نہیں رہی　　　کیا خط لکھوں میں کہ گریہ سے فرصت نہیں رہی
لکھتا ہوں تو پھرے ہے کتابت بہی بہی (پنجم)

(نوٹ:۔ ''نکات'' میں دیوان پنجم کے اس شعر کی موجودگی کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ میر نے نکات الشعرا کی تسوید و تکمیل کے بہت بعد بھی (یعنی دیوان پنجم کی ترتیب کے زمانے تک) ''نکات'' میں درج کیے گئے اپنے منتخب اشعار پر نظر ڈالی ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں نکات الشعرا میں مندرج میر کے اشعار کا متن، عہدِ مابعد کے متن کے مقابلے میں بے معنی قرار نہیں دیا جا سکتا۔)

(۵)

کلیاتِ میر (۲۰۰۳ء) سے کچھ ایسی غلطیوں کی بھی نشان دہی ذیل میں کی جا رہی ہے جنھیں تدوینِ متن کی غلطی قرار دینا ''مصحح'' (ڈاکٹر احمد محفوظ) کے ساتھ زیادتی ہوگی۔ اسی لیے میں نے ان اغلاط کو کمپوزنگ/ پروف ریڈنگ کی غلطیوں میں شمار کیا ہے۔ لیکن ان اغلاط سے بھی مذکورہ ایڈیشن کی صحت میں خرابی پیدا ہو گئی ہے:

کمپوزنگ/ پروف ریڈنگ کی غلطیاں:

غلط		صحیح
ص ۱۴۳	ع گرچہ سردار مزوں کا ہے امیر کا مزا	امیری
ص ۱۴۸	ع قد اس بہشتی رو سے یہ خلطہ بہم کیا	تد
ص ۱۷۵	ع یار بن تل زندگانی تھی	تلخ
ص ۲۰۰	ع ایک سے ایک عدد آنکھ سے بہہ کر نکلا	عدو
ص ۲۰۲	ع حضرت خضر کو ارزانی ہو پیری کا مزا	حضرت خضر
ص ۲۱۷	ع فلک کا منھ نہیں اسے فتنے کے اُٹھانے کا	اس
ص ۳۵۲	ع عمر دراز کیوں کر مخت خضر ہے یاں	مختار
ص ۸۸۲	ع پر مجھے یہ بھی خوب جانیں ہیں	جانے
ص ۸۸۲	ع وے ہی جانیں جو خاک چھانیں ہیں	چھانے
ص ۶۰۶	ع جہانِ تنگ کڑھنے ہی کی جاتی تھی	جا تھی
ص ۴۰۶	ع سرہانے میر کے کوئی نہ بولو	سرھانے (س۔رھا۔نے)

ص ۷۲۶	ع وہ ہاتھ سو گیا ہے سرہانے دھرے دھرے	
ص ۷۷۵	ع لے کے سرہانے پتھر رکھا جاے فرش بچھائی خاک	
ص ۷۹۷	ع پتھر رکھ کے سرہانے ہم ٹک اس کی گلی میں سو آئے	
ص ۷۴۸	ع بلبل سے کوئی سکھ لے انداز سخن کا	سیکھ لے
ص ۸۳۵	ع سوتے نہ لگ چل اس سے اے بارد تو نے ظالم	اے باد

(۶)

مذکورہ ایڈیشن کے متن کی جن خامیوں کی طرف اب تک اشارہ کیا گیا ہے اس کا مطلب احمد محفوظ کی کوششوں کو نگاہِ غلط سے دیکھنا ہرگز نہیں ہے بلکہ کلیاتِ میر کی تصحیح کے سلسلے میں انھوں نے محدود و مختصر وقت میں جو خدمت انجام دی ہے اس کا اعتراف لازم ہے۔ بہت سے اشعار کا متن، جو نسخۂ عباسی میں صریحاً غلط تھا اسے احمد محفوظ نے درست کیا ہے۔[۱۰] اس سلسلے میں انھوں نے فاروقی صاحب کی نشان کردہ تصحیحات سے بھی مدد لی ہے۔ دوسرا قابلِ ذکر کام انھوں نے اس میں کلامِ میر کے مزید اضافے کی صورت میں کیا ہے۔ نسخۂ عباسی میں غزلیات کی تعداد ''۱۸۱۹'' اور اشعار کی مجموعی تعداد ''۱۳۵۹۰'' تھی۔ لیکن بعض غزلوں کے اعادہ اور تکرار کی مثالیں بھی اس میں موجود تھیں اور ایسی صورت میں غزلوں/ اشعار کی حتمی تعداد متعیّن کرنا دُشوار تھا لیکن احمد محفوظ نے ان مکررات کو حذف کر کے متن کو اعادہ و تکرار سے پاک کر دیا، ساتھ ہی نسخۂ محمود آباد سے کچھ نیا کلام بھی ڈھونڈ کر اس میں شامل کر دیا۔ اس لحاظ سے یقینی طور پر یہ اضافہ شدہ ایڈیشن قرار پائے گا۔ اس ایڈیشن میں غزلوں کی تعداد ''۱۹۱۶'' اور اشعار کی مجموعی تعداد ''۱۳۹۰۸'' بتائی گئی ہے۔

ظل عباس عباسی نے کلیاتِ میر پر مقدمہ یا پیش لفظ خود نہیں لکھا تھا بلکہ دوسروں کا لکھا ہوا ان کے کام آیا تھا۔ لیکن حالیہ ایڈیشن میں احمد محفوظ نے دیباچہ خود لکھ کر شامل کیا اور ادھر چند برسوں میں میر کے بارے میں جو قابلِ ذکر تحریریں منظرِ عام پر آئی تھیں ان میں سے بھی کچھ کو اس ایڈیشن میں جگہ دے دی۔ یعنی'' نثار احمد فاروقی، محمد حسن عسکری، گوپی چند نارنگ اور شمس الرحمن فاروقی کے بھی کچھ اقتباسات اس ایڈیشن میں شامل کر لیے گئے۔'' تمہید کے طور پر جناب شمس الرحمن فاروقی کا ایک نیا مضمون اس میں شامل ہے جس سے اس ایڈیشن کی اہمیت بڑھ گئی ہے لیکن ان سب خصوصیات کے باوجود اس ایڈیشن کے متن کی جن خامیوں کی طرف اشارہ کیا گیا اس کی روشنی میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس نئی اشاعت (۲۰۰۳ء) کو گزشتہ ایڈیشن (۱۹۸۳ء) سے بہتر بنا دینے کا خواب پوری طرح شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا۔ قومی

کونسل برائے فروغ اُردو زبان (نئی دہلی) جیسے مقتدر ادارے سے ہمیں بڑی اُمیدیں ہیں لیکن کیا میر کا کلیات حزم واحتیاط کے ساتھ ازسرِ نو اس ادارے کے اہتمام سے اب پھر مدوّن ہو سکے گا؟

کام تدوین کا نہیں آسان
اس میں مشکل ہے سر خرو ہونا

حوالے وحواشی

۱۔ مثنوی گلزارِ نسیم۔ پنڈت دیا شنکر نسیم لکھنوی۔ مرتبہ رشید حسن خاں۔ انجمن ترقی اردو ہند، دہلی ۱۹۹۵ء
۲۔ مثنویاتِ شوق۔ نواب مرزا شوق لکھنوی۔ مرتبہ رشید حسن خاں۔ انجمن ترقی اردو ہند، دہلی ۱۹۹۸ء
۳۔ سحرالبیان۔ میر غلام حسن، حسؔن دہلوی۔ مرتبہ رشید حسن خاں۔ انجمن ترقی اردو ہند، دہلی ۲۰۰۰ء
۴۔ زٹل نامہ (کلیاتِ جعفر زٹلی)۔ مرتبہ رشید حسن خاں۔ انجمن ترقی اردو ہند، دہلی ۲۰۰۳ء
۵۔ کلیاتِ محمد قلی قطب شاہ۔ مرتبہ پروفیسر سیدہ جعفر۔ قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی، دوسرا ایڈیشن ۱۹۹۸ء، تیسرا ایڈیشن ۲۰۰۵ء
۶۔ کلیاتِ مصحفی (جلد اوّل تا ہشتم) غلام ہمدانی مصحفی۔ تصحیح نثار احمد فاروقی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی (جلد اوّل مطبوعہ: اپریل جون ۲۰۰۳ء/ جلد دوم: جنوری مارچ ۲۰۰۴ء/ جلد سوم: جولائی ستمبر ۲۰۰۴ء/ جلد چہارم: اپریل جون ۲۰۰۵ء، / جلد پنجم: بہ تصحیح پروفیسر نورالحسن نقوی، مارچ ۲۰۰۶ء، / جلد ششم: بہ تصحیح پروفیسر نورالحسن نقوی، ۲۰۰۶ء، / جلد ہفتم: بہ تصحیح نورالحسن نقوی، ۲۰۰۶ء، / جلد ہشتم: بہ تصحیح پروفیسر نورالحسن نقوی، فروری ۲۰۰۷ء)
۷۔ کلیاتِ سراج (جلد اوّل و دوم)۔ سراج اورنگ آبادی۔ مرتبہ: عبدالقادر سروری، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی، ۲۰۰۸ء
۸۔ کلیاتِ ذوق (اردو)۔ شیخ محمد ابراہیم ذوق۔ مرتبہ ڈاکٹر تنویر احمد علوی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی، تیسرا ایڈیشن ۲۰۰۲ء
۹۔ کلیاتِ فانی۔ شوکت علی خاں فانی بدایونی۔ مرتبہ ڈاکٹر ظہیر احمد صدیقی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی، اشاعتِ سوم، ۲۰۰۹ء
۱۰۔ دیوانِ تاباں۔ مرتبہ سرورالہدیٰ، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی، ۲۰۰۶ء
۱۱۔ دیوانِ فغاں۔ اشرف علی خاں فغاںؔ۔ مرتبہ سرورالہدیٰ۔ قومی کونسل برائے فروغ اردو، نئی دہلی ۲۰۰۵ء
۱۲۔ جنت سنگار۔ ملک خوشنود۔ مرتبہ پروفیسر سیدہ جعفر۔ قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی ۱۹۹۷ء
۱۳۔ سب رس کی تنقیدی تدوین۔ ڈاکٹر حمیرا جلیلی۔ مقالہ برائے پی ایچ۔ ڈی (اردو)، زیرِ نگرانی ڈاکٹر حفیظ قتیل، شعبۂ اردو، جامعہ عثمانیہ حیدرآباد ۱۹۷۳ء (یہ مقالہ: ''سب رس'' مصنفہ ملاّ وجہی، مرتبہ ڈاکٹر حمیرا جلیلی، حیدرآباد سے شائع ہو چکا ہے)

۱۴ ڈاکٹر عبیدہ بیگم کی اطلاع کے مطابق اس کا قلمی نسخہ ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال (کلکتہ) میں موجود ہے جو چار جلدوں پر مشتمل ہے اور سب پر کالج کی مہر ثبت ہے۔ (فورٹ ولیم کالج کی ادبی خدمات۔ڈاکٹر عبیدہ بیگم، ص ۶۳۴)

۱۵ دیوانِ میر (نسخۂ محمود آباد، مخطوطہ ۱۲۰۳ھ بہ حیاتِ میر) مرتبہ: ڈاکٹر اکبر حیدری، جموں اینڈ کشمیر اکیڈمی آف آرٹ، کلچر اینڈ لنگویجز، سری نگر، ۱۹۷۳ء پیش لفظ، ص: ۱۲۳۔۱۲۴)

۱۶ اشعارِ ذیل کی روشنی میں نسخۂ آسی کی چند ایسی غلطیوں کی نشان دہی کی جا رہی ہے جو نسخۂ کلکتہ میں نہیں ہیں:

نسخۂ آسی	نسخۂ کلکتہ
(۱) دل نے سر کھینچا دیارِ عشق میں اے بوالہوس وہ سراپا آرزو آخر جواں مارا گیا	ع جن نے سر کھینچا......الخ
(۲) حالِ بد میں مرے بتنگ آ کر آپ کو سب میں نیک نام کیا	ع حالِ بد میں مرے تنگ آ کر
(۳) خانہ خراب میر بھی کتنا غیور تھا مرنے موا پر اس کے کبھی گھر نہ جا پھرا	ع مرتے موا۰۰۰الخ
(۴) بے رنگ، بے ثباتی یہ گلستاں بنایا بلبل نے کیا سمجھ کر یاں آشیاں بنایا	ع لے رنگِ بے ثباتی۰۰۰الخ
(۵) گرد و غبارِ دشت و وادی گریے سے میرے یک سو ہیں رونے کے آگے ان کے تو دریا بھی میر اب گرد ہوا	ع گرد و غبارِ دشت و وادی۰۰۰الخ
(۶) منہ پہ رکھتا ہے وہ نقاب بہت ہم سے کرتا ہے وہ حجاب بہت	ع ہم سے کرتا ہے اب حجاب بہت
(۷) جیسی عزت مرے دیواں کی امیروں میں ہوئی ویسی ہی ان کی بھی ہوگی مرے دیوان کے بیچ	ع جیسی عزت مری، ایواں میں امیروں کے ہوئی
(۸) نامۂ میر کو اڑاتا ہے کاغذِ باد کر گیا قاصد	ع کاغذِ باد کر گیا قاصد
(۹) لگتی ہے کچھ سموم سی تو نسیم خاک کس دل جلے کی کی برباد	ع خاک کس دل جلے کی دی برباد
(۱۰) یاں میر ہم پہنچ ہی گئے مرگ کے قریب واں دلبروں کو ہے وہی قصد جفا ہنوز	ع یاں میر ہم پہنچ تو گئے مرگ کے قریب
(۱۱) دل اب تو ہم سے ہے بد یارا گر رہے جیتے	ع دل اب تو ہم سے ہے بدباز.....الخ

کسو سے ہم بھی دلی پھر معاملہ نہ کریں

(۱۲) رساتے ہو آتے ہو اہل ہوس میں — ع رساتے ہی آتے ہو۰۰۰الخ
مزہ رس میں ہے لوگے کیا تم کرس میں

(۱۳) شب رووَں ہوں ایسا کہ جدھر یار کا گھر تھا — ع شب رووَں ہوں ایسا کہ جدھر یار کا گھر ہے
جاتا ہوں گلے چھاتی تک اودھر کو اُتر آب — جاتا ہے گلے چھاتی تک..........الخ

(۱۴) جہاں سے دل کو دیکھو منہ نظر جوں کان طاق آوے — ع جہاں سے دل کو دیکھو منہ نظر جوں کانِ طلق آوے
نہ کی کچھ قدر اس نے حیف اس آئینہ خانے کی

۱۷ شعر شور انگیز، جلد اوّل۔ ترقی اُردو بیورو، نئی دہلی، ۱۹۹۰ء۔ تمہید، ص ۲۱

۱۸ دیوانِ میر (نسخۂ محمود آباد) مرتبہ: ڈاکٹر اکبر حیدری۔ مقدمہ، ص ۱۳۴

۱۹ کلیاتِ میر، جلد اوّل۔ مرتبہ: ظل عباس عباسی بہ تصحیح و اضافہ احمد محفوظ، قومی کونسل برائے فروغ اُردو زبان، نئی دہلی ۲۰۰۳ء دیباچہ، احمد محفوظ۔ ص ۷

۲۰ محولہ بالا۔ ص ۸

۲۱ محولہ بالا۔ ص ۸

۲۲ فرہنگ کلیاتِ میر (مع مقدمہ و حواشی۔ مرتبہ: ڈاکٹر فرید احمد برکاتی آفسیٹ پریس، عسکر گنج، گورکھ پور، ۱۹۸۸ء، ص ۲۲۶

۲۳ محولہ بالا ص ۲۷۰

۲۴ نسخۂ ظل عباس عباسی کے جن اشعار کی تصحیح ڈاکٹر احمد محفوظ نے فرمائی ہے ان میں سے چند بہ صراحتِ ذیل پیش کیے جاتے ہیں تا کہ مصحح کی محنت اور کاوش کا کچھ اندازہ ہو سکے:

نسخۂ ظل عباس عباسی کا متن		احمد محفوظ کی تصحیح
ص ۱۵۷ ہر صبح دم کروں ہوں الحاح یا انابت تو بھی مری دعا سے ملتی نہیں اجابت	ص ۲۴۶ (اوّل)	ع ۰۰۰ الحاح با انابت
ص ۲۰۵ مجلسِ حال میں موزوں حرکت شیخ کی دیکھ خیر شرعی بھی دمِ رقص مزا کرتے ہیں	ص ۲۸۴	ع حیز شرعی بھی دمِ رقص.....الخ
ص ۲۳۷ خدا کرے کہ نصیب اپنے ہو نہ آزادی کدھر کے ہو جیے جو بے بال و پر رہائی ہو	ص ۳۱۷	ع کدھر کے ہو جے جو بے بال و پر رہائی ہو
ص ۲۴۵ خوب اگر جرعۂ مے نوش نہیں کر سکتے خاطر جمع ہے آشام سے یہ کام کرو	ص ۳۲۴	ع خاطر جمع مے آشام ہے یہ کام کرو
ص ۳۳۷ حیراں ہیں اس دہن کے عزیزان خوردہ ہیں یہ بھی مقام ہائے! تامل طلب ہے کیا	ص ۴۲۰	ع ۰۰۰عزیزانِ خوردہ بیں

ص ۴۰۳

جب بٹھاویں مجھے جلاد جفا کار کے پاس

تو بھی ٹک آن کھڑا ہو جیو گنہگار کے پاس ص ۴۷۹ ع ....ہو جو گنہگار کے پاس (ہو جو= ہو جیو کی تخفیف ہے)

ص ۴۵۵ دیکھ رہتے دھو کے اس رخسار کے ص ۵۲۵ ع دیکھ رہتے دھوتے اس رخسار کے

دایہ منہ دھوتے جو کہتی ماہ ماہ

ص ۵۲۵

دل عجب چرچے کی جا گہ تھی سو ویرانہ ہوا

جوشِ غم سے جی جو بولا سو یہ دیوانہ ہوا ص ۵۸۸ ع جوشِ غم سے جی جو بولا یا سو دیوانہ ہوا

ص ۵۲۹ دیکھوں میں اپنی رات کو خوں ناب تھا سو تھا ص ۵۹۱ ع آنکھوں میں اپنی رات کو خوناب تھا سو تھا

جی دل کے اضطراب سے بے تاب تھا سو تھا

ص ۶۳۷ چرکٹ تھا دل میں لالہ رخوں کے خیال سے ص ۶۸۹ ع چرکہ تھا دل میں..۰۰۰ الخ

کیا کیا بہاریں دیکھی گئیں اس مکان پر

ص ۶۴۹ بلا ہے سوزِ سینہ میریوں ہو جائے گی جل کر ص ۷۰۱ ع ۰۰۰ میرلوں ہو جائے گی جل کر

اگر دل سے اُٹھے تیرے یہ آہِ سرد کیا حاصل

ص ۷۴۸

ابر سیہ قبلے سے آیا تم بھی شیخو پاس کرو

تحقیقِ ٹک لٹ پٹی باندھو ساختہ ہی مدھ ماتے رہو ص ۷۸۹ ع تخفیفے ٹک لٹ پٹے باندھو ۰۰۰ الخ

ص ۷۵۲ تحقیقِ شملے پیرہن و کنگھی اور کلاہ ص ۷۹۲ ع تخفیفے شملہ ۰۰۰ الخ

شیخوں کی گاہ ان میں کرامات ہو تو ہو

فہرستِ اسنادِ محولہ:

۱۔ اکبر حیدری، ڈاکٹر: دیوان میر، سری نگر، جموں اینڈ کشمیر اکیڈمی آف آرٹ، کلچر اینڈ لینگو یجز، ۱۹۷۳ء۔

۲۔ اکبر حیدری، ڈاکٹر: دیوان میر، انڈیا، مراد آباد، سن ندارد۔

۳۔ اورنگ آبادی، سراج: ''کلیات سراج'' مرتبہ عبدالقادر سروری، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، جلد اول و دوم، ۲۰۰۸ء۔

۴۔ حمیرا جلیلی، ڈاکٹر: سب رس کی تنقیدی تدوین، حیدرآباد دکن، جامعہ عثمانیہ شعبۂ اردو، سن ندارد۔

۵۔ خاں، رشید حسن: زٹل نامہ (کلیات جعفر زٹلی)، دہلی، انجمن اردو ہند، ۲۰۰۳ء۔

۶۔ دہلوی، حسن، میر غلام حسن: ''سحر البیان'' مرتبہ رشید حسن خان، دہلی۔ انجمن ترقی اردو ہند، ۲۰۰۰ء۔

۷۔ دیا شنکر نسیم: ''مثنوی گلزار نسیم''، مرتبہ رشید حسن خان، دہلی، انجمن ترقی اردو ہند، ۱۹۹۵ء۔

۸۔ ذوق، شیخ محمد ابراہیم: کلیات ذوق (اردو) مرتبہ، ڈاکٹر تنویر احمد علوی، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، تیسرا ایڈیشن، ۲۰۰۲ء۔

۹۔ سرور الہدیٰ: دیوان تاباں، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ ادب و زبان، ۲۰۰۶ء۔

۱۰۔ سیدہ جعفر، پروفیسر: جنت سنگار، ملک خوشنود، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ ادب و زبان، ۱۹۹۷ء۔

۱۱۔ سیدہ جعفر، پروفیسر: کلیات محمد قلی قطب شاہ، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ ادب و زبان، دوسرا، تیسرا ایڈیشن، ۱۹۹۸ء، ۲۰۰۵ء۔

۱۲۔ عباسی، ظل عباس: ''کلیات میر''، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ۲۰۰۳ء۔

۱۳۔ عبیدہ بیگم، ڈاکٹر: فورٹ ولیم کالج کی ادبی خدمات۔

۱۴۔ فاروقی، شمس الرحمان: شعر شور انگیز: (تمہید) نئی دہلی، ترقی اردو بیورو، ۱۹۹۰ء۔

۱۵۔ فانی بدایونی، شوکت علی خان: ''کلیات فانی'' مرتبہ ڈاکٹر ظہیر احمد صدیقی، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، اشاعت سوم، ۲۰۰۹ء۔

۱۶۔ فغان، اشرف علی خان: ''دیوانِ فغان'' مرتبہ سرور الہدیٰ، نئی دہلی، قومی کونسل برائے فروغ ادب و زبان، ۲۰۰۵ء۔

۱۷۔ لکھنوی، شوق، نواب مرزا: ''مثنویات شوق''، مرتبہ رشید حسن خان، دہلی، انجمن ترقی اردو ہند، ۱۹۹۸ء۔

0 --------- 0